القاعدہ اور افغان جہاد

القاعدہ بہت سی اسلامی تحریکوں کے ایک ایسے مجموعے کا نام ہے، جو افغان جہاد کے دوران افغانستان میں جمع ہو گئی تھیں۔ سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد میں عالم عرب کی بہت سی اسلامی تحریکوں کے افراد نے حصہ لیا تھا مگر اسامہ بن لادن کسی جماعت یا اسلامی تحریک کے پلیٹ فارم سے افغان جہاد میں شریک ہونے نہیں آئے بلکہ یہ ان کا انفرادی فعل تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس وقت سعودی عرب میں کسی سیاسی اور اسلامی جماعت کا تصور نہیں تھا۔ افغانستان کے طول وعرض میں ان عرب مجاہدین کے بہت سے عسکری کیمپ قائم تھے۔ ان عسکری اڈوں یا کیمپوں کے مختلف نام تھے جو آپس کے رابطے کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔ عربی زبان میں کیمپ یا عسکری اڈے کو قاعدہ کہا جاتا ہے۔ یہ نام یا کلمہ جہاد کے دوران چونکہ کثرت سے استعمال ہوتا تھا، اس لیے جو عناصر عربی زبان سے واقف نہ تھے وہ بھی ''قاعدہ'' کا نام سن سن کر اس کے معنی سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے۔

افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جہاد کرنے والے عرب مجاہدین کا اگر کوئی منظم ادارہ تھا تو ''مکتب الخدمت'' تھا، جسے فلسطینی نژاد عرب مجاہد ڈاکٹر عبداللہ عزام نے قائم کیا تھا۔ اس ادارے کا مقصد جہاد افغانستان کے لیے عرب ممالک کی مقبول شخصیات اور اداروں سے فنڈز اکٹھا کرنا، عرب مجاہدین کو افغانستان کے اندر دور تک ان کی جہادی منزل تک پہنچانا اور زخمی یا شہید ہونے والے مجاہدین اور ان کے خاندانوں کی کفالت کرنا شامل تھا۔ یہی ادارہ بعد میں دنیا کی مختلف عرب اسلامی تحریکوں سے وابستہ مجاہدین کا مشترکہ پلیٹ فارم بن گیا۔ نوے کی دہائی کے شروع میں افغانستان میں عرب مجاہدین کے سربراہ اور مجاہد ڈاکٹر عبداللہ عزام کو پشاور میں کار بم دھماکے میں شہید کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اسامہ بن لادن کا نام عرب مجاہدین کے سربراہ کے طور پر متعارف کرایا گیا۔

افغانستان میں سوویت یونین کی پسپائی کے بعد نوے کی دہائی کے پہلے نصف میں مختلف تنظیموں کے درمیان حکومت حاصل کرنے کے لیے مسلح کشمکش کا آغاز ہوا جس نے افغانستان میں جہاد کے ثمرات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اسی دوران اسامہ بن لادن سوڈان منتقل ہو گئے، جہاں ان کا قیام امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں نے مشکل بنا دیا۔ افغانستان میں طالبان کے حکومت میں آنے کے بعد اسامہ بن لادن کو ایک مرتبہ پھر افغانستان منتقل ہونے کا موقع مل گیا جس پر القاعدہ کی جانب سے افغانستان میں عسکری تربیت کے بہت سے کیمپ بنائے گئے اور عالمی سطح پر ایک نئی کشمکش کا آغاز ہوا۔

یہ کشمکش قفقاز کے علاقے سے متصل کیسپین (بحیرہ قزوین) کے تیل اور گیس کے ذخائر کو مغربی ممالک تک پہنچانے کے لیے تھی۔ افغان نژاد زلمے خلیل زاد نے طالبان کے دور میں تاجکستان سے پائپ لائن کو افغانستان کے

راستے گزارنے کی کوششوں کا آغاز کیا۔
1993ء میں زلمے خلیل زاد امریکی تیل کمپنی ''یونی کال'' میں مشیر مقرر ہو گئے۔ 1996ء میں افغانستان
میں طالبان کا ظہور ہوا تو خلیل زاد نے کلنٹن انتظامیہ پر بلا واسطہ طور پر طالبان حکومت کی حمایت پر زبردست تنقید
کی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ''یونی کال'' نامی امریکی تیل کمپنی بحیرہ قزوین کے تیل اور گیس کی سپلائی کے
حقوق خرید چکی تھی۔ تیل کمپنی کو بحیرہ قزوین اسے پائپ لائن کے ذریعے ترکمانستان سے پاکستان میں کراچی کی
بندرگاہ تک لانا تھا اس ترسیل کے مطالعاتی سروے پر ہی سوملین ڈالر صرف ہوئے تھے۔ اس منصوبے میں طالبان
سب سے بڑی رکاوٹ بن گئے۔
انہوں نے افغانستان کی سرزمین کو امریکی کمپنی کی تیل پائپ لائن کے لیے استعمال سے صاف انکار
کردیا۔ یہی وجہ طالبان اور زلمے خلیل زاد کے درمیان دشمنی کا سبب بن گئی۔ اس دوران یونی کال کا دوسرا افغان
ملازم حامد کرزئی جسے بعد میں امریکیوں نے کابل کے تخت پر بٹھایا' دونوں نے مل کر ترکمانستان سے پائپ لائن
گزارنے کا منصوبہ ترتیب دینے لگے۔ ان دونوں نے ایک مرتبہ پھر طالبان کو اس منصوبے میں شامل کرنے کی
کوشش کی۔ ناکام رہنے پر دھمکیاں دیں تو ان دھمکیوں کے چار سال بعد ہی افغانستان کی سرزمین پر بموں کی بارش
برسائی جانے لگی۔

تورا بورا القاعدہ کا افغانستان میں آخری بڑا ٹھکانہ تھا جس پر دسمبر 2001ء میں امریکہ نے شدید بمباری
کی۔ اس کے بعد القاعدہ ایک نئے مرحلے میں داخل ہوگئی۔ افغانستان میں القاعدہ پر جو ضرب لگائی گئی اس میں
القاعدہ کے کچھ سرکردہ لیڈر کام آگئے یا انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ عالمی سطح پر دنیا کے کئی حصوں میں موجود اس کے نیٹ
ورک افغانستان میں موجود قیادت کے ساتھ مواصلاتی یا دیگر ذرائع سے روابط قائم کرنے میں دشواری محسوس کررہے
تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر القاعدہ میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں جن کے مطابق عالمی سطح پر اس کے نیٹ ورک
کو پانچ بڑے حصوں میں تقسیم کرکے ان کے امیر مقرر کرنا تھا۔ طالبان کا افغانستان میں پانچ سالہ
دور (ستمبر 1996ء سے دسمبر 2001ء) میں طالبان نے افغانستان پر حکومت کی۔ اس دوران القاعدہ نے جہادی
نیٹ ورک کو عالمی سطح پر پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس دوران اس نے افغانستان کے طول وعرض میں 48
عسکری کیمپ قائم کیے۔ ان کیمپوں میں 30 ہزار افراد نے عسکری تربیت حاصل کی۔ ان تیس ہزار افراد میں سے 18
ہزار ارکان وہ تھے۔ جنہوں نے افغانستان میں رہ کر ہی القاعدہ میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ باقی 12 ہزار افراد
اپنے اپنے ملکوں کی جہادی تنظیموں میں واپس چلے گئے مگر اپنے وطن واپس آنے کے بعد القاعدہ سے تربیت حاصل
کرنے والے ارکان نے القاعدہ کے ساتھ روابط برقرار کرنے کے لیے شعبے ترتیب دیئے۔
اس سلسلے میں القاعدہ کے خارجی سیل کے انچارج ابوزبیدہ اور خالد شیخ محمد جنہیں بعد میں پاکستان سے
گرفتار کرلیا گیا۔ انہوں نے مختلف کارروائیوں کے لیے 24 ممالک کی 40 جہادی صلاحیت حاصل کرلی جو اس سے
پہلے سرد جنگ کے زمانے میں بائیں بازو کی تنظیموں نے امریکہ اور سرمایہ داری نظام کے خلاف حاصل کررکھی تھی۔
افغانستان پر امریکی جارحیت کے دوران القاعدہ کو سب سے زیادہ خدشہ اپنے تربیت یافتہ ارکان کے تحفظ کا تھا۔
القاعدہ اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہی افغانستان پر امریکی حملے کے نتیجے میں القاعدہ
کے 18 ہزار جنگجو امریکی اور اس کی حقیقی فوجوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس دوران القاعدہ کے صرف تین ہزار سے
بھی کم جنگجو کام آئے۔ 1200 ارکان کو قیدی بنایا گیا باقی 15 ہزار ارکان محفوظ رہے ان بارہ سو قیدیوں میں سے نصف

کوگوانتاناموبے منتقل کردیا گیا باقی نصف القاعدہ کے قیدی مختلف ممالک کی خفیہ امریکی جیلوں میں بھیج دیئے گئے۔ امریکہ ان جیلوں کا پتہ بتانے سے انکاری ہے۔

اس کے بعد ان 15 ہزار القاعدہ کے جنگجوؤں میں سے منتخب افراد کا ایک گروپ بھی تھا جسے ”الفیلق 55“ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ میں 1500 ارکان شامل تھے۔ انہیں القاعدہ کے سخت ترین کمانڈوز بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے ذمہ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اسامہ بن لادن اور القاعدہ کی دیگر قیادات کا تحفظ بھی شامل تھا۔ القاعدہ کے اس گروپ نے شروع میں پاک افغان سرحد کے قریب پشتون علاقوں میں قیام کیا جب کہ باقی القاعدہ ارکان خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچا دیئے گئے۔ افغانستان پر امریکی حملے کے بعد القاعدہ کے انتظامی ڈھانچے میں دو مختلف مراحل میں تبدیلیاں کی گئیں۔ پہلا مرحلہ تورابورا کے مرکز پر امریکی حملوں سے لیکر مئی 2002ء تک کا ہے۔ اس دوران القاعدہ کے مختلف قائدین کے مارے جانے اور قیدی بنائے جانے کے معاملات کو ریکارڈ پر لایا گیا۔ ایسا سب کچھ نئی قیادت کے ذریعے کروایا گیا۔

صف بندی کا دوسرا مرحلہ مئی 2002ء کے بعد شروع ہوا جس میں القاعدہ کو جدید انداز میں نئے علاقائی قائدین میں تقسیم کرنا شامل تھا تاکہ کسی بھی بڑے معاملے میں مقامی قیادتوں کو مرکز کی جانب سے رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ القاعدہ کی نئی تشکیل پانچ امارتوں کو مرکزی قیادت سے ہدایات یعنی عالمی سطح پر مختلف علاقوں کو القاعدہ نے اپنے حساب سے تقسیم کر کے اس کے پانچ حصے کیے ہیں اور ہر حصے کا ایک الگ امیر مقرر کیا گیا ہے۔ ہر امیر اپنے اپنے علاقوں میں کارروائیوں کی مکمل آزادی رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں ہر علاقے کو سٹریٹجک بنیادوں پر تقسیم کر کے یہاں سے فنڈز اکٹھا کرنے اور لاجسٹک سپورٹ کے ذرائع بھی وضع کیے گئے ہیں۔ ان تمام معاملات میں صرف ایک چیز پر زیادہ زور دیا گیا کہ ان پانچوں امارتوں کو مرکزی قیادت سے ہدایات یا مشورہ لینے کی ضرورت پیش نہ آئے ان پانچ قیادتوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ اسامہ بن لادن تحریک کے بانی اور سربراہ

۲۔ ایمن الظواہری القاعدہ میں دوسری اہم شخصیت

۳۔ مصطفیٰ احمد الجسادی المعروف الشیخ سعید القاعدہ کے مالی امور کے انچارج

۴۔ مصطفیٰ احمد القاعدہ قیادت میں سب سے پوشیدہ شخصیت ہیں دنیا اور امریکی و مغربی ایجنسیاں ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتیں۔

۵۔ ابومحمد المصری انہیں بھی القاعدہ کی پراسرار شخصیت کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان کے ذمہ القاعدہ کے میڈیا اور اطلاعات کے شعبے تھے۔ شمالی خوست کے عسکری کیمپوں کی فلم بندی ان کاوشوں کا نتیجہ تھا۔ جس کے ذریعے اسلامی دنیا میں القاعدہ کے عسکری کیمپوں کا چرچا ہوا۔ طالبان حکومت کے سقوط کے بعد وہ اسامہ بن لادن کے انتہائی مقربین میں شامل ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ اب بھی وہی اسامہ اور ایمن الظواہری کے پیغامات کی کیسٹیں جاری کرتے ہیں۔